ضیاء المیلاد
المعروف
میلاد النبی المختار ﷺ
مرتبہ
محمد الیاس چشتی ضیاء
ناشر
انجمن غلامانِ چشتیہ پاکستان
محلہ رحیم پورہ (الہ آباد) وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (یونس:۵۸)

جملہ حقوق

نام کتاب: ضیاء المیلاد المعروف میلاد النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: محمد الیاس چشتی ضیاء

زیر اہتمام: صاحبزادہ حافظ محمد عباس چشتی، صاحبزادہ حافظ محمد اویس چشتی

اشاعت: جنوری 2014ء

کمپوزنگ: نجم عباس

سرورق: عمر گرافکس، لاہور

ناشر: انجمن غلامان چشتیہ، الٰہ آباد وزیر آباد، پاکستان

برائے ایصال ثواب

صوفی باصفا، درویش اہل سنت

صوفی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

و اہلیہ محترمہ (مرحومہ)

اللہ تعالیٰ ان کی قبور پر ہزاروں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین

ملنے کا پتہ

انجمن غلامان چشتیہ پاکستان

محلہ رحیم پورہ (الٰہ آباد) وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

0300-0302-6267748

انتساب

دیوان کریم، امین حسن کرم، روحانیت کے نیرِ تاباں

جانشین حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ الحاج الحافظ

حضرت پیر

محمد امین الحسنات شاہ صاحب قدس سرہ العزیز

کے نام

جن کی ضیاء باریوں نے ساری دنیا کو منور کر دیا ہے۔ جن کی دہلیز پر ہزاروں عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات کے لئے کشکول لیے کھڑے نظر آتے ہیں۔

احقر العباد

گدائے کوچہ مرشد

محمد الیاس چشتی ضیاء

فہرست

عنوان	صفحہ
❀ میلاد شریف	5
❀ حدیث دل	6
❀ میلاد النبی ﷺ کی تعریف	9
❀ میلاد النبی ﷺ اور عقیدہ اہل سنت	9
❀ میلاد النبی کے جواز پر دلائل	9
❀ میلاد النبی ﷺ اور قرآن کریم	9
❀ ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ دیگر کتب سماویہ میں	15
❀ میلاد النبی ﷺ اور سنت مصطفیٰ ﷺ	17
❀ میلاد مصطفےٰ ﷺ اور اجماع امت	21
❀ مانعین کے علماء اور مسئلہ میلاد	24
❀ بعض اعتراضات اور ان کا ازالہ	26
❀ کیا عید میلاد النبی ﷺ بدعت ہے	28
❀ بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی ﷺ	32
❀ جشن میلاد مصطفےٰ ﷺ کی ابتداء	36
❀ یادگار منانا شرعاً کیسا ہے؟	39
❀ کافر کے عمل سے میلاد کا جواز	41
❀ بارہ ربیع الاول کو زیادہ عبادت اور کارہائے خیر کرنا	44
❀ صحابہ و تابعین محفل میلاد نہیں کرتے تھے؟	45
❀ بارہ ربیع الاوّل روز ولادت یا تاریخ وصال؟	47
❀ تاریخ وصال علماء و محدثین کی نظر میں	49
❀ کچھ تاریخ ولادت نو (۹) ربیع الاول کے بارے میں	53
❀ محفل میلاد کی اصل حیثیت	57

میلاد شریف

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

مرحبا آ گیا ہے پیارا سجن زینت محفل و رونقِ انجمن

بزم گلشن میں جب سے بہار آ گئی رشکِ گلزار جنت بنے کوہ دبن

لائی بادصبا بوئے زُلفِ دوتا بن گئی ہے فضا ساری مشکِ ختن

کیف میں قمریاں گنگنانے لگیں مست و بے خود ہوئے طائران چمن

گیت خوشیوں کے سب مل کے گانے لگے نرگس و لالہ و سنبل و یاسمن

تیرے جوبن کی خیرات سب کو ملی پھول کو رنگ و بو سرور کو بانکپن

سب تیرے حسن کی ہیں یہ نیرنگیاں ورنہ پھولوں کے ہیں کاغذی پیرہن

بلبل خوشنوا مسکرا کر ذرا

فخر کا کچھ سنا تازہ شیریں سخن

حدیث دل

ربیع الاوّل شریف ہمارے ہادی برحق حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماہ ولادت ہے وہ آفتاب نبوت جو منبع رشد وہدایت ہے۔ محسن انسانیت ہے، دکھوں میں گھرے ہوئے انسانوں کیلئے پیام رحمت ہے، معاشرے کے لئے میزان عدل وانصاف ہے، مساوات کا علمبردار ہے، اخوت کا بانی ہے، بے بسوں کا حامی ہے، صداقت کا نشان ہے، عفو کا دریائے کرم ہے۔

مرکز واحدانیت مکہ سے نعرہ حق کو بلند ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں۔ زمانے نے ہزاروں کروٹیں بدلیں کفر والحاد کی آندھی رنگ بدل بدل کر چلتی رہی لیکن پیام وحدت برابر پھیلتا رہا۔ آج دنیا کا ہر پانچواں انسان حلقہ بگوش اسلام ہے۔ کرہ ارض کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پائے جاتے ہوں، جہاں سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا آوازہ بشکل اذان نہ بلند ہوتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات علیم وخبیر ہے۔ اس نے اپنے رسول آخریں صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم کتاب و حکمت بنا کر بھیجا ایک امی کو علم کا نور پھیلانے کے لئے منتخب فرمایا۔ صحیفہ آخریں قرآن کریم عطا فرمایا۔ جو علوم کا مخزن ہے، انسان کو با مقصد زندگی سے آشنا کیا اور اس کو تسخیر کائنات کا حکم دیا۔ زندگی کا کونسا شعبہ ہے جہاں ضبط وحی نے قرآن کے ذریعے انقلاب بپا نہیں کیا۔ وہ ہمہ گیر انقلاب جس نے تاریخ انسانی کا دھارا موڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر کے ایک مشہور امریکی دانشور اور ماہر تاریخ وسماجیات مائیکل ایچ ہارٹ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''دی ہنڈرڈ'' میں باوجود عیسائی عقیدہ رکھنے کے، داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفہرست جگہ دی ہے۔ اس میں تاریخ انسانی کی ان شخصیتوں کا فکر انگیز تذکرہ ہے جنہوں نے وقت کے دھارے کا رخ بدل دیا اور جن کے کارناموں کے اثرات بیک وقت ماضی، حال اور مستقبل پہ محیط ہیں۔ اس دیدہ ور مصنف نے دوسرے نمبر پہ اس عظیم سائنس دان سر اسحاق نیوٹن کو رکھا ہے جس کے نظریہ ثقل نے ایجادات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ تیسرے

مقام پہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے اگر ہم نبی دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محسن انسانیت کہتے ہیں تو صرف عقیدت سے ہی نہیں بلکہ حقیقت کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ ایسی حقیقت کہ منکر بھی جس کی گواہی دیتے ہیں۔

عرب کے واسطے رحمت، عجم کے واسطے رحمت

وہ آیا اور آیا رحمت للعالمین بن کر

میرے نزدیک ذکر میلاد نہ تو محض لذت بیان وسماعت کے لئے ہونا چاہئے اور نہ ہی تزئین تحریر کے لئے بلکہ ذکر میلاد ہمارے عہد کی ٹوٹتی پھوٹتی انسانی قدروں کے لئے نئی زندگی اور تعمیر کا پیغام ہے۔

آج جبکہ ہر طرف نفرتوں کی آگ دہک رہی ہے۔ تعصبات کے بت پوجے جارہے ہیں۔ مظلوموں اور مجبوروں کی عزت وآبرو اور جان و مال پامال کر کے ظلم کے محلات بلند کئے جارہے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان ساعتوں کو زندہ کیا جائے۔ جب آتش کدہ فارس بجھ گیا تھا، دریائے سادہ خشک ہو گیا تھا، کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے تھے۔ میری تمنا بھی ہے اور دعا بھی کہ ہم ذکر میلاد کے اس مہکتے گلستان کی خوشبو سے اپنی سانسوں کو معطر کریں اور ان سے اپنے معاشرے، اپنے ماحول، اپنی قوم اور اپنے وطن کو سنوارنے کے لئے اپنے ہادی اور اپنے محسن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات نور سے راہنمائی بھی حاصل کریں۔

لیکن افسوس صد افسوس۔۔ ان لوگوں پر جو ربیع الاوّل شریف کے شروع ہوتے ہی یہ کہنا شروع کر دیتے کہ میلاد منانا بدعت ہے، اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا، صحابہ کرام نے نہیں منایا وغیرہ وغیرہ۔ بحث مباحثہ، اشتہار بازی، ذرائع ابلاغ اور (Mobile Messages) کے ذریعے میلاد کے خلاف شور مچا کر عشاقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو چھلنی کیا جاتا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ اس رسالہ ضیاء المیلاد میں ان شکوک وشبہات کے ازالہ کی ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے۔

انداز بیاں گرچہ میرا نہیں ہے شوخ

شاید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات

مجھے یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکھے گئے رسالوں کی طرح اسے بھی عقیدت ومحبت سے پڑھا جائے گا۔ فکر ونظر کے انقلاب کا وہ ہمہ گیر عملی پیام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی ایک قاری کی زندگی بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کر سکا اور ایک بندہ خدا کو خدا کی بندگی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور قرآن کی محبت کی لذت دے سکا تو میں سمجھوں گا کہ میری یہ حقیرانہ کاوش رب کی بارگاہ میں قبول ہوگئی ہے۔

اک عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر ہو سکے نصیب

ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہاں خراب میں

اظہار تشکر

اس کتاب کی ترتیب وتدوین، تیاری وحوالہ جات کے لئے جن کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے میں ان تمام فاضل مصنفین کا بے حد شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اللہ تعالیٰ میری اس حقیرانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اسے میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

الداعی الی الخیر
گدائے کوچہ مرشد

محمد الیاس چشتی

ناظم اعلیٰ انجمن غلامان چشتیہ پاکستان

رحیم پورہ (الہ آباد)۔ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

میلاد النبی ﷺ کی تعریف

اہل اسلام کو دعوت دے کر حضور ﷺ کے ذکر میلاد اور آپ ﷺ کے کمالات کو بیان کرنا میلاد کہلاتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ اور عقیدہ اہلسنت

اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ولادت با سعادت کی خوشی منانا اور سال کے تمام ایام میں بالعموم اور ماہ ربیع الاوّل شریف میں بالخصوص نبی کریم ﷺ کا ذکر کرنا، آپ ﷺ کے فضائل و مناقب، شمائل و خصائل کو مجالس و محافل میں بیان کرنا جائز اور مستحب ہے اور صدقات و خیرات کے ہدایا کا آپ ﷺ کی جناب میں ایصال ثواب کرنا اہل اسلام اور سلف صالحین کا معمول ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے جواز پر دلائل

اہلسنت و جماعت کے نزدیک مسائل کے حل کے مندرجہ ذیل چار قائدے ہیں۔

۱۔قرآن کریم ۔۲۔سنت مصطفےٰ ﷺ ۳۔اجماع امت ۔۴۔قیاس

میلاد میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت با سعادت اور آپ ﷺ کے فضائل و مناقب کا ذکر ہوتا ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا انکار کیا جا سکے کیونکہ قرآن کریم حضرت موسیٰ، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہما لسلام کی ولادت (میلاد) اور فضائل و مناقب کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری اور محامد و محاسن کا بھی کثرت سے ذکر موجود ہے اور جس شخص کو تلاوت قرآن کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطاء فرمائی ہے اس سے یہ آیات مخفی نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت با سعادت پر اظہار تشکر کے طور پر خوشی اور جشن منانا رب کے شکرانے کی ایک صورت ہے۔بشرطیکہ اس

میں کوئی خلاف شرع عنصر شامل نہ ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس:۵۸)

ترجمہ: آپ ﷺ فرمادیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث اس پر خوشی مناؤ (اس پر خوشی منانا) ان چیزوں سے جو وہ جمع کر رہے ہیں کہیں بہتر ہے۔

اس آیت میں ان تمام صورتوں کے علاوہ حصول فضل و رحمت پر خوشی اور جشن منانے کا حکم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا فضل اور رحمت کیا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ (النساء)

ترجمہ: "اے مسلمانوں اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں اکثر شیطان کے پیچھے لگ جاتے"

اس آیت کی تشریح میں اکثر آئمہ تفسیر نے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہاں اللہ کے فضل اور رحمت سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اگر حضور ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو رب فرما رہا ہے کہ تم میں سے اکثر شیطان کے پیروکار ہوتے۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی اس آیت کی تفسیر کے تحت اپنی کتاب "خطبات میلاد النبی ﷺ" کے صفحہ نمبر ۱۲۰ اور ۱۲۱ میں بیان کرتے ہیں یہاں رحمت اور فضل سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے جن کی ولادت پہ اللہ نے خوشی و مسرت منانے کا حکم دیا ہے۔

گویا حضور ﷺ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت قرار دیا ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کو اہل ایمان کے لئے احسان عظیم قرار دیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ''بیشک اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے (اپنا برگزیدہ) رسول مبعوث فرمایا ہے''۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کریم کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت بھی ہیں اور رحمت بھی۔اسی طرح آپ کی ولادت باسعادت، فضائل ومناقب، شمائل وخصائل بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہیں اور رحمت بھی اور ان کو مجالس ومحافل میں بیان کرنا اور ان پر خوشی منانا حکم قرآن کے عین مطابق ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ذکر میلاد

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (المریم:۱۵)

ترجمہ: اور سلام ہو (یحییٰ علیہ السلام) پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ذکر میلاد

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (المریم:۳۳)

ترجمہ: اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا اور جس روز میں انتقال کروں گا اور جس روز مجھے اٹھایا جائے گا۔

حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر میلاد

(۱) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت اور پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

۲ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں کتاب (قرآن) اور حکمت اور اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

۳ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لایا ہے ایک برگزیدہ رسول تم میں سے، گراں گزرتا ہے اس پہ تمہارا مشقت میں پڑنا۔ بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا۔

۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء: ۱۷۴)

ترجمہ: اے لوگو آچکی تم تمہارے پاس ایک (روشن) دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف نور درخشاں۔

۵ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ (المائدہ:۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی طرف سے نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔

۶ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: آپ فرمایئے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

۷ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

۸ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا (الاحزاب:۴۵،۴۶)

ترجمہ: اے نبی (مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور آفتاب روشن کر دینے والا۔

۹ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا (الفتح:۲۸)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک۔

۱۰ هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (الجمعہ:۲)

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کے (دلوں کو) اور سکھاتا ہے انہیں کتاب وحکمت اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کا الوہی اہتمام

باری تعالیٰ نے خود ولادت محمدی ﷺ کے موقع پہ بزم کائنات میں جشن کا سماں پیدا فرمایا تاکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور جشن سنت الہیہ قرار پائے۔

۱- ولادت محمدی ﷺ کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا۔

۲- مشرق و مغرب تک پوری زمین بقعہ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے شام کے محلات دیکھے۔

۳- آسمان جنت کے سب دروازے کھول کر عالم بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔

۴- مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔

۵- ستر ہزار حوران جنت کو استقبال کے لئے فضا سے نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر مامور کی گئیں۔

۶- ہزارہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کیا گیا۔

۷- جنتی پرندے بھی استقبال کے لئے اتارے گئے۔

۸- ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو جنتی مشروب پلایا گیا۔

۹- شب ولادت مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلاد مصطفیٰ کی خوشی میں اظہار کے لئے زبان دے دی گئی۔

۱۰- شب ولادت تمام ملائکہ امر الٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

۱۱- یوم میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

۱۲- وقت ولادت پہاڑوں دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے حال میں خوشیاں منائیں۔

۱۳- ولادت محمدی ﷺ کی خوشی میں رب تعالیٰ نے عرب کی عورتوں کو سال بھر بیٹے عطا کیے تاکہ اس سال جاہلی عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بچی ناحق قتل نہ ہو۔

۱۴- میلاد مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے عرب کے درخت پھلوں سے بھر گئے اور قحط سالی ختم ہوئی۔

۱۵- شب میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کئے گئے جو شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے۔ اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

۱۶- شب میلاد جنت میں نہر کوثر کے کناروں پر ستر ہزار عطر بیز کے درخت اگائے گئے اور انہیں پھلوں سے لاد دیا گیا۔

الغرض باری تعالیٰ نے عالم کون و مکاں میں اپنے شایان شان جشن میلاد منایا۔ اور اس عمل کو اپنی سنت قرار دیا۔ (انوار محمدیہ، زرقانی، سیرۃ الرسول، سیرت ابن ہشام)

ذکر میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر کتب سماویہ میں

اللہ تعالیٰ کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا ذکر دیگر کتب سماویہ میں بھی موجود ہے

تورات مقدس

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی جو آج کل بائبل میں شامل ہے۔ تورات کے پانچ حصے ہیں جن کو پانچ کتابیں کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پانچویں کتاب استثناء میں ہے۔

"جاء الرب من سیناء اشرق لنا من ساعیر استعلن من جبل فاران" (کتاب مقدس صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: آیا رب پہاڑ سینا سے اور روشن ہوا ساعیر سے اور ظاہر ہوا فاران کے پہاڑ سے

اس آیت میں تین جلیل القدر پیغمبروں کا ذکر کیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ سینا میں تورات اتری ساعیر پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ملی اور فاران کے پہاڑ پر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کا آغاز ہوا۔ یہ پہاڑ مکہ مکرمہ کے نزدیک ہے جس میں غار حرا واقع ہے)

زبور شریف

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس یوں بیان فرمائی۔

’’میرے دل میں ایک نفس مضمون جوش مار رہا ہے۔ میں وہی مضمون سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلم بند کئے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے اس لئے خدا نے ہمیشہ تجھے مبارک کیا اے زبردست تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت وشوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان وشوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو اور تیرا داہنا ہاتھ تو مجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لئے تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ تیرے ہر لباس سے مر اد اعود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تاردار سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔ تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں بلکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہیں۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا میں تیرے نام کی یاد نسل درنسل قائم رکھوں گا اس لئے امتیں ابد الآباد تیری شکر گزاری کریں گی‘‘۔ (کتاب مقدس:۵۵۳)

اس پیش گوئی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جو اوصاف بیان ہوئے وہ یہ ہیں۔

حسین وجمیل ہونا، قوی وطاقتور ہونا، تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہونا، مجاہد اور غازی ہونا، مخلوق کا آپ کے تابع اور فرمانبردار ہونا، کپڑوں سے مشک وعنبر سے بڑھ کر خوشبو آنا، بادشاہوں کی بیٹیاں آپ کے گھرانے میں ہونا، اولاد کا سردار ہونا، تمام لوگوں کا انہیں یاد کرنا، آپ کا ذکر ہمیشہ جاری وساری رہنا۔ (انوار محمدیہ صفحہ:۳۰۱)

انجیل مقدس (نیا عہد نامہ)

(شائع کردہ: دی پاکستان بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور)

جب لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اس کا چھاج اس کے ہاتھ میں

ہے تا کہ وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے اور گیہوں کو اپنے کھیت میں جمع کرے گا مگر بھوسی کو اس آگ میں جلائے گا جو بجھنے کی نہیں۔ (لوقا: ۲۹، کتاب مقدس نیا عہد نامہ صفحہ ۵۵)

آسمانی کتابوں میں تحریف و بگاڑ کے سیلاب کے باوجود جو صدیوں موجزن رہا اب بھی بڑی صریح عبارتیں موجود ہیں جن میں حضور ﷺ کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔

بطور نمونہ مزید انجیل کی چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱- اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (انجیل یوحنا آیت نمبر ۱۶-۱۷ باب نمبر ۱۴)

۲- اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴: ۳۰ آیت صفحہ ۳۱)

۳- لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔ اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یوحنا باب ۱۵، آیت ۲۶-۲۷)

نوٹ: مددگار کے لفظ پر حاشیہ میں یا وکیل یا شفیع مرقوم ہے۔ نیز خیال رہے کہ باپ بیٹے کا نظریہ عیسائیوں اور یہودیوں کا اپنا تراشیدہ ہے۔ اہل اسلام اللہ تعالیٰ کو لاشریک مانتے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ اور سنت مصطفےٰ ﷺ

حضور ﷺ نے خود اپنے میلاد کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جس کا ثبوت کتب احادیث میں موجود ہے۔ چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا پیر کے دن کے روزے کے متعلق

کہ آپ ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھتے ہیں اس کا سبب کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتداء ہوئی۔ (مسلم، مشکوۃ، باب الصوم)

اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱- پیر کا روزہ اس لئے سنت ہے کہ یہ دن حضور ﷺ کی ولادت مقدسہ کا دن ہے۔

۲- حضور ﷺ نے پیر کے روزے کا اہتمام فرما کر خود اپنی ولادت کی یاد منائی۔

۳- امت کے لئے یوم ولادت کی اہمیت وفضیلت ظاہر فرمائی۔

۴- دن مقرر کر کے یادگار منانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

۵- ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا خواہ بدنی عبادت ہو جیسے روزہ ونوافل یا مالی عبادت ہو جیسے صدقہ وخیرات وغیرہ کرنا سنت ہے۔

۶- غرضیکہ حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی منانا، جائز طریقے سے مال خرچ کرنا، اظہار تشکر کے لئے دعا کرنا، عبادت کرنا، تلاوت ونعت وعظ وغیرہ سب مستحسن امور ہیں۔

ایک ایمان افروز نکتہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز ہوئی آپ نے نبوت ورسالت کا اعلان پیر کے روز کیا۔ پیر کے دن ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ رسول اکرم ﷺ ہر جمعرات اور پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ کا وصال باکمال بھی پیر کے دن ہی ہوا۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن الحاج لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی۔ ماہ رمضان میں نہیں ہوئی۔ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ نہ لیلۃ القدر میں ہوئی۔ نہ حرمت والے مہینوں میں نہ شعبان کی پندرھویں شب میں نہ جمعہ کے دن نہ شب جمعہ میں اس کا جواب چار طریقوں سے آپ نے یوں دیا ہے۔

پہلا طریقہ:

درخت اور پھل وغیرہ پیر کے دن پیدا کئے گئے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ انسان کی مادی حیات کے اسباب جس طرح پیر کے دن بنائے گئے اسی طرح اس کی روحانی حیات کے سبب کا حل بھی پیر کے دن پیدا فرمایا گیا۔

دوسرا طریقہ:

ربیع کے معنی ہیں بہار اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ انسانیت کا گلشن صدیوں سے آباد تھا لیکن اس میں بہار اس وقت آئی جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

تیسرا طریقہ:

کہ فصل ربیع تمام فصلوں میں افضل ہوتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی تمام شریعتوں سے افضل ہے۔

چوتھا طریقہ:

اگر آپ رمضان المبارک، لیلۃ القدر، شعبان کی پندرھویں رات یا جمعہ کی شب کو پیدا ہوتے تو ان اوقات سے آپ ﷺ کو فضیلت ملتی اور جب آپ ﷺ ربیع الاول میں پیر کے دن پیدا ہوئے تو اس ماہ، اس دن کو آپ ﷺ کی وجہ سے فضیلت ملی اور واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کسی سے فضیلت نہیں پاتے بلکہ کائنات میں جو بھی فضیلت پاتا ہے وہ آپ ﷺ سے فضیلت پاتا ہے۔

(المدخل ۲۱۶-۲۸۱-۲۹۸، مطبوعہ قاہرہ مصر: شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

دوسری حدیث

سرور دو عالم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد ﷺ ہوں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں پیدا کیا (یعنی انسان بنایا) انسانوں میں دو گروہ پیدا کئے۔ (عرب و عجم) اور مجھے اچھے گروہ (عرب) سے بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھے سب سے اچھے قبیلے (قریش) میں بنایا۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھے سب سے اچھے خاندان (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی سب سے اچھا ہوں۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین: ۳/۱۲۳، ترمذی شریف)

تیسری حدیث

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی محفل میں اپنا میلاد یوں سنایا۔

میں تم کو اپنے ابتدائی معاملات کی خبر دیتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور میں اپنی والدہ کا وہ چشم دید منظر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان کے جسم پاک سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں انہیں شام کے محلات نظر آ گئے۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ﷺ، زرقانی علی المواہب: ۱/۱۰۵، دلائل النبوۃ للبیہقی: ۱/۸۴)

میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانا آخرت کے اجر کا سبب ہے

ابولہب کی ایک لونڈی تھی جس کا نام ثویبہ تھا۔ وقت ولادت اس نے اسے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کہ جاؤ میرے بھائی عبداللہ کے گھر ولادت ہونے والی ہے۔ میری بھاوج کی خدمت کرو۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوگئی تو ثویبہ دوڑتی ہوئی ابولہب کے پاس گئی اور کہا کہ آپ کو مبارک ہو اللہ نے تمہارے بھائی کے گھر بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اپنے بھتیجے محمد ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ابولہب نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

صحیح بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"فلما مات ابو لهب فراه بعض اهله بشر حيبة قال له ما ذالقيت قال ابو لهب كم الق بعد كم خيرا غيراني سقيت فى هذه بعتاقتى ثويبه" (صحیح بخاری باب کتاب النکاح)

''ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ سے کسی نے اسے بہت برے حال میں دیکھا تو پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا میں سخت عذاب میں ہوں اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا ہاں مجھے پیر کے روز کچھ سیراب کیا جاتا ہے کہ اس روز میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔''

اس واقعہ کو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سہیلی کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابولہب مر گیا میں نے اس کو خواب میں ایک سال بعد دیکھا کہ بہت برے حال میں ہے اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں لیکن ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ سوموار کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اور ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (فتح الباری شرح البخاری)

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابولہب کا ذکر کرتے ہوئے اس حدیث کے تحت اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن جوزی کے حوالہ سے لکھا ہے۔

جب ابولہب جیسے بدترین کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی منانے پر جزا (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اس موحد مسلمان امتی کی جزا کا کیا حال ہوگا جو آپ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۳، مکتبہ علمیہ لاہور)

میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت

ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنت صحابہ بھی ہے اور سلف صالحین کا طریقہ بھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن لوگوں کے سامنے اپنے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات بیان فرما رہے تھے اور اظہار مسرت و خوشی کر کے اللہ کا شکر بجا لا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھی بھیج رہے تھے۔ اچانک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور (دیکھ کر) فرمایا میری شفاعت تمہارے لئے واجب ہوگئی۔

(تنویر فی المولد البشر)

حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک روز حضرت عامر انصاری کے مکان کی طرف ہمارا گزر ہوا، ہم نے دیکھا حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سنا رہے تھے کہ یہی دن (پیر کا) تھا آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور سب فرشتے تمہارے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں جو شخص بھی تمہارے جیسا کام (ذکر ولادت) کرے گا اسے تمہارے جیسا اجر و ثواب ملے گا۔

(رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام از سید احمد محمد دیدار علی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعت سناؤ جو توریت میں ہے تو انہوں نے پڑھ کر سنائی ۔ فرمایا خدا کی قسم توریت میں بھی ان کے اوصاف ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں بعض ہیں یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے۔ نگہبان، خوشخبری دیتا، ڈر سناتا اور ان پڑھوں کی پناہ، تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ۱۴۴/۳، بخاری باب الجمعہ)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور کی شان میں نعتیہ قصیدے لکھے اور پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا اور ان کے لئے یوں دعا مانگی۔

﴿اللھم ایدہ بروح القدس﴾ (بخاری شریف)

ترجمہ: ”اے اللہ (حسان) کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ“

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے ہاں میلاد و اذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں وہ زیادہ تر بھلے کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مثلاً ان میں ذکر کیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور

صدقات دیئے جاتے ہیں یعنی غرباء کی امداد کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ: ۱۲۹)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع تلاوت قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کا اظہار ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ: ۱/۱۸۹)

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

ربیع الاول چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے۔ لہٰذا اس میں تمام اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی میں محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات اور اچھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں۔ خصوصاً محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ کرتے ہیں اور اللہ کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔ محفل میلاد کی یہ برکت مجرب ہے کہ اس کی وجہ سے سارا سال امن کے ساتھ گزرتا ہے۔

(المواہب اللدنیہ: ۱/۲۷)

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالرحیم نے فرمایا میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا لیکن ایک سال نہ کر سکا مگر میں نے کچھ بھنے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ خوش ہو رہے ہیں۔ (الدر الثمین ص: ۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مکاشفہ

آپ فرماتے ہیں کہ ”میں مکہ مکرمہ میں میلاد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرتے اور معجزات بیان کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔

میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے۔ بس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجالس و مشاہد پر مقرر ہوتے ہیں۔ (فیوض الحرمین: ص ۲۷)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محقق اپنی کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں بارگاہ خداوندی میں مناجات کرتے ہوئے یوں دعا کرتے ہیں۔

''اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود ہوتا ہے البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ (اخبار الاخیار، صفحہ ۶۲۴، ترجمہ مولوی محمد فاضل دیوبندی)

مانعین کے علماء اور مسئلہ میلاد

امام ابن تیمیہ

عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن مناتے ہیں اس طرح ان کی دیکھا دیکھی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کی خاطر بعض لوگ ولادت باسعادت کا دن مناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس پیار و محبت اور اہتمام و کوشش پر جزا دینے والا ہے۔

(اقتضاء الصراط المستقیم: ۲۹۶)

چنانچہ اس دن کو اہتمام سے منانا اور اس کی تعظیم کرنا حسن نیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اجر عظیم کا باعث ہو سکتا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ص: ۲۹۷)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں۔ (شمائم امدادیہ ص: ۸۷-۸۸)

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر

ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد کے بارے میں ایک ایمان افروز بیان ارشاد فرمایا کہ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ جیسے قیام مولد شریف۔ اگر بوجہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۴۷)

مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی

۱۔ ولادت باسعادت کا ذکر عبادت ہے۔ (خطبات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جدید ایڈیشن۔ ۵۲)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر فرحت و سرور سے کون منع کر سکتا ہے۔

(خطبات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جدید ایڈیشن۔ ۵۴)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی

وہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہو جب اس کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر جزاء دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اس مسلمان اور موحد کا کیا صلہ ہوگا جو آپ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے؟ (مختصر سیرت الرسول۔ ۱۳، مطبوعہ مطبعۃ العربیہ۔ لاہور)

علامہ محمد صدیق حسن خاں بھوپالی (اہلحدیث)

اس میں کیا برائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ میں یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا واعظ سیرت و سمت و دل و ہدیٰ و ولادت و وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کریں پھر ایام ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات و اخبار و آثار کو پڑھیں اور پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ۔ ۵)

آگے لکھتے ہیں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ۔ ۱۲)

قارئین کرام! غور فرمائیں:

کہ میلاد شریف کا عمل قرآن وسنت سے ثابت ہے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم، سلف صالحین اولیاء کرام اور علماء محدثین سے مسلسل میلاد منانا ثابت ہے۔ بعض غیر ذمہ دار حضرات کا یہ قول کہ ''میلاد کے بانی عمر بن ملا محمد موصلی اور سلطان اربل ہیں'' حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

بعض اعتراضات اور ان کا ازالہ

اب ان اعتراضات اور شکوک شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جو میلاد کے موقع پر کئے جاتے ہیں۔

یوم ولادت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کہنا

منکرین میلاد عوام کو اکثر یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) ہیں یہ تیسری عید (عید میلاد) کہاں سے آگئی ہے؟

عید کی تعریف

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔

عید اس دن کو کہا جاتا ہے جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لئے بنایا گیا ہے جیسا کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے کہ یہ کھانے پینے اور ازدواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو۔ (المفردات صفحہ ۳۵۲۔ تبیان القرآن ۳/۶۷)

آیئے غور کریں کہ قرآن وحدیث میں کس کس دن کو یوم عید قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے عرض کیا۔

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ (المائدہ: ۱۱۴)

ترجمہ: اے اللہ۔ ہمارے رب آسمان سے ہم پر کھانے کا خوان نازل فرما جو ہمارے

اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے نشانی۔

جس دن کھانے کا خوان نازل ہو یعنی نعمت خداوندی حاصل ہو اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اگلوں پچھلوں کے لئے یوم عید قرار دیا ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں کہ عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت پڑھی:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ"

تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس کو عید مناتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ یوم الجمعہ۔ یوم عرفہ۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۰۵۵)

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی جب یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن عید مناتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں وہ دن معلوم ہے (وہ دن جمعہ و عرفہ کا تھا اور مقام عرفات تھا)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گویا اشارہ کیا کہ وہ دن ہمارے لئے واقعی عید کا دن ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ صرف دو عیدیں ہیں انہوں نے اس حدیث پر غور نہیں کیا۔

البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ:

مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں عید الفطر میں صبح افطار کیا جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز عید پڑھی جاتی ہے پھر خطبہ ہوتا ہے اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور بعد میں صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس میں ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کا دن غیر حجاج کے لئے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اور اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شرعی اور اصطلاحی عید تو صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں اور

یوم عرفہ ویوم جمعہ عرفاً عید ہیں اور جس دن کوئی نعمت اور خوشی حاصل ہو وہ بھی عرفاً عید کا دن ہے اور تمام نعمتوں کی اصل سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے سو جس دن عظیم نعمت حاصل ہوئی وہ تمام عیدوں سے بڑھ کر عید ہے اور یہ بھی عرفاً عید ہے شرعاً تین ہے اسی لئے مسلمان ہمیشہ سے نبی ﷺ کی ولادت کے دن بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حجر قسطلانی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ مسلمانوں کی عید اس لئے ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فما بال الساعۃ التی ولا فیھا سید المرسلین ﷺ

ترجمہ: تو جس دن سید المرسلین ﷺ پیدا ہوئے اس دن کے عید ہونے میں کیا شک ہے؟

پس معلوم ہوا کہ یوم میلاد کو عید میلاد کہنا جائز ہے۔

کیا عید میلاد النبی ﷺ بدعت ہے

عام طور پر محمد بن عبدالوھاب نجدی کے پیروکار اور علماء دیوبند یہ تاثر دیتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ منانا اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے اور ان کی ایجاد واختراع ہے۔ جیسا کے سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز نے فتوئ دیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جشن منانا اور محفلیں منعقد کرنا شرعاً جائز نہیں یہ سراسر بدعت اور دین میں نئی ایجاد ہے۔ (التحذیر من البدع طبع کراچی)

ہمیشہ سے اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں اور دعوتیں کرتے رہے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیک اعمال زیادہ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر ولادت سنتے سناتے ہیں لہذا یہ بدعت مذمومہ نہیں ہے۔ ہر چیز کو بدعت سئیہ یا بدعت مذمومہ کہہ دینا دانشمندی نہیں ہے آیئے سب سے پہلے بدعت کی تعریف کو سمجھیں کہ بدعت کیا ہے کونسی بدعت سئیہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

بدعت کی تعریف

اصطلاح شریعت میں بدعت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فقہا وآئمہ حدیث نے

اس کی تعریف یوں کی ہے کہ ہر وہ کام جس کی کوئی اصل بالواسطہ یا بلاواسطہ نہ قرآن میں ہو نہ سنت رسول ﷺ میں اور اس کو ضروریات دین (ضروریات دین ان چیزوں کو کہتے ہیں جن میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے) میں شمار کرتے ہوئے شامل دین کر دیا جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد"

یعنی جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے کہ انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ)

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ نئے امور جو کتاب و سنت یا اثر و جماع کے منافی و مخالف ہوں بدعت ضلالت ہیں اور جو اچھے امور کتاب و سنت کے مخالف نہ ہوں بدعت ضلالت نہیں بلکہ محدثات محمودہ ہیں۔ (قسطلانی ۱/۳۰۲)

فرمان رسول ﷺ اور تشریحات علماء اسلام سے واضح ہو گیا کہ ہر نیا کام قابل مذمت نہیں بلکہ وہ مردود ہے جو دین سے نہ ہو یعنی کتاب و سنت یا اثر و اجماع سے اس کا تعلق نہ ہو۔

کیا ہر نیا کام ناجائز و مذموم ہوگا

ایسے نئے امور اپنی اصل کے لحاظ سے تو بدعت ہی شمار کئے جاتے ہیں جن کی اصل قرآن و سنت میں نہ ہو لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر نیا کام از روئے شرع اس لئے ناجائز ہوگا کہ وہ نیا ہے؟

اگر شرعی اصول کا معیار یہ قرار پائے تو دین اسلام و شریعت مطہرہ کی تعلیمات میں سے کم و بیش اسی فیصد ناجائز ٹھہرے گا۔

کیونکہ اجتہاد کی وہ تمام صورتیں اور قیاس، استحسان، استنباط و استدلال کی جملہ

شکلیں ناجائز کہلائیں گی۔

اسی طرح دینی علوم وفنون مثلاً اصول تفسیر وحدیث فقہ واصول فقہ ان کی تدوین وتدریس ان کو سمجھنے کیلئے صرف ونحو۔ معانی۔ منطق وفلسفہ اور دیگر معاشرتی ومعاشی علوم جو تفہیم دین کے لئے ضروری اور عصری تقاضوں کے مطابق لابدی حیثیت رکھتے ہیں ان کا سیکھنا سکھانا حرام قرار پائے گا کیونکہ ان کی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی صحابہ کے عمل سے ان کی تصدیق وتوثیق ہوتی ہے ان کو تو بعد میں علماء ومجتہدین اسلام نے ضروریات کے پیش نظر وضع فرمایا شریعت اسلامیہ کا معروف قاعدہ اور متفقہ اصول ہے کہ

"الاصل فی الاشیاء اباحة"

ہر چیز کی اصل میں اباحت ہے۔ یعنی فی نفسہ کوئی کام بھی از روئے شرع برا نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس میں قرآن اور سنت کی رو سے برائی کا کوئی واضح عنصر نہ پایا جائے اس لحاظ سے جب ہم ہر اس کام کو جو عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ تھا اور بعد میں کسی ضرورت کے تحت وجود میں آیا قرآن وسنت پر پیش کریں گے اگر اس کے ساتھ قرآن وسنت کا کسی اعتبار سے بھی تعارض آجائے گا تو وہ بلاشبہ ناجائز وحرام اور گمراہی تصور ہوگا اور اگر اس سے قرآن وسنت کے کسی بھی حکم کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض واقع نہیں ہوتا تو اس کو گمراہی یا حرام تصور کرنا حکمت دین کے منافی ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من سن فی الاسلام سنة حسنةً فعمل به بعده کتب له مثل اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شیء ومن سن فی الاسلام سنة سئیة فعمل بها بعده کتب علیه مثل وزر من عمل بها ولا ینقص من اوزارهم شیئ (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: جس نے اسلام میں کسی نئے کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ ان پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور اسی طرح برا طریقہ نکالنے والا بھی۔ اس طریقہ پہ عمل کرنے والوں کے بدلے میں مستحق عتاب

ٹھہرے گا اور اس برے طریقے کو اپنانے والوں کے اپنے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت اگر چہ اصلاً ہر نئی چیز کو کہا جاتا ہے مگر اسے حرام یا ناجائز اس وقت کہا جائے گا جب وہ کام قرآن وسنت کے منافی ہوگا ورنہ دینی مصلحت پر مبنی کوئی نیا کام بھی قابل مذمت نہیں ہوگا بلکہ اسے بدعت واجبہ یا حسنہ سمجھ کر اس پر عمل کرنا باعث اجر وثواب ہوگا۔۔

جیسے تدوین قرآن با جماعت نماز تراویح۔ وغیرہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں سابقہ صفحات میں میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت اور اس کی اصل غرض وغایت پر صراحت کے ساتھ روشنی ڈالی جا چکی ہے لہٰذا اصلاً حضور ﷺ کی ولادت کو اللہ تعالیٰ کا انعام اور اسکی نعمت اور احسان عظیم تصور کرتے ہوئے اس کے حصول پر خوشی منانا اسے باعث مسرت جان کر تحدیث نعمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بطور عید منانا مستحسن اور قابل تقلید عمل ہے پھر یہ خوشی سنت الٰہی بھی ٹھہری۔ حضور ﷺ کی اپنی سنت بھی قرار پائی اور صحابہ کے آثار سے بھی ثابت ہے اب بھی اگر کوئی اس کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرے اور اس کو ناجائز حرام اور قابل مذمت کہے تو اسے ہٹ دھرمی اور لاعلم کے سوا کیا کہا جائے گا۔

عجیب منطق

فی زمانہ بہت سے اجتماعات نسب وروز منعقد ہوتے ہیں مثلاً سیرت کانفرنس، علمی سیمینار، دینی جماعتوں کے جلسہ، جلوس وغیرہ ختم بخاری، ایام صحابہ، دیوبند کا جشن صد سالہ وغیرہ کیا یہ سب کچھ عہد رسالت پناہ ﷺ میں ہوتا تھا یقیناً نہیں ہوتا تھا۔

لیکن نہ جانے کیوں شرعی جواز محافل میلاد یا ایام بزرگان دین کا ہی طلب کیا جاتا ہے؟

وہی دلائل جو میلاد وعرس کے جواز میں رد کر دیئے جاتے ہیں اپنے اجتماعات کے جواز میں فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

پہلے جناب شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکا کر داخل میخانہ ہوگئے

بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی ﷺ

بعض احباب عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ صرف برصغیر میں منائی جاتی ہے کسی اور اسلامی ملک میں جشن میلاد النبی ﷺ نہیں منایا جاتا۔

ہم چند بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کا ذکر خیر کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ۱۲ ربیع الاول کو فرحت وخوشی کا اظہار کرنا حضور ﷺ کی مدح سرائی اور آپ ﷺ کی آمد کا تذکرہ کرنا عشاق کرام کا معمول رہا ہے۔

مکہ معظمہ:

آل سعود کی حکومت کے قیام سے قبل مکہ مکرمہ میں عید میلاد النبی ﷺ بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی جس کا ذکر متعدد علماء کرام نے اپنی اپنی کتب میں فرمایا ہے۔ حضرت ابن جوزی نے المیلاد النبوی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں شیخ قطب الدین الحنفی نے الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں مفتی عنایت احمد کاکوروی نے تواریخ حبیب اللہ میں، شیخ محمد رضا مصری نے محمد رسول اللہ ﷺ میں ۱۲ ربیع الاول کو مکہ معظمہ میں میلاد منائے جانے کے متعلق لکھا ہے۔

آج کل بھی حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود میلاد پاک کے موقع پر فرحت وانبساط کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ماہنامہ طریقت لاہور کے جنوری 1917ء کے شمارے مکہ مکرمہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے جشن کا احوال اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

روز پیدائش آنحضرت ﷺ مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں حرم شریف سے حنفی مصلے کے پیچھے مکلّف فرش بچھایا جاتا ہے۔ شریف مکہ اور کمانڈر حجاز اسٹاف کے ہمراہ زرق برق لباس فاخرہ پہنے ہوئے آموجود ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کی جائے ولادت پر جاکر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی ﷺ تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں دکانوں اور مکانوں پر روشنی کی

جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی ہے۔ جاتے وقت ان کے آگے مولود خواں حضرات نہایتُ خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے ہیں۔ گیارہ ربیع الاول کو بعد نماز عشاء حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے اور رات مولود النبی ﷺ پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔ گیارہ ربیع الاوّل کی مغرب سے بارہ ربیع الاول کی ظہر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپوں کی سلامی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ کرتا ہے ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے ہیں نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں۔ (ماہنامہ طریقت لاہور جنوری 1917ء صفحہ۲-۳)

مکہ مکرمہ کے اخبار القبلہ کے حوالے سے ماہنامہ طریقت لاہور کے مارچ 1917ء کے شمارے میں عید میلاد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

گیارہ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھی۔ جب حرم شریف کے موذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلّے پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر عام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر شہری بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی ﷺ تک راستے میں دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس عظیم انقلاب پر روشنی ڈالی گئی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات ﷺ تھی۔

آخر میں قابل مقرر نے ایک قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

اس سے فارغ ہو کر نماز عشاء حرم شریف میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ یہاں بھی مقررین نے نہایت اسلوبی سے اخلاق نبوی اوصاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہ ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے۔ اور اس طرح یہ خوشی و سرور کا دن ختم ہو گیا۔

(القبلہ بحوالہ ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۷ء صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مدینہ منورہ

علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رقمطراز ہیں۔

بارھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل (محفل میلاد) متبرک مسجد شریف نبوی میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۱۵)

مدینہ منورہ میں آج کل بھی ۱۲ ربیع الاول کو حکومتی پابندیوں کے باوجود اہل محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق محافل میلاد کرتے ہیں۔ زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ حرم نبوی میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی برس صرف اس آرزو پر دیار حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہو سکیں حکومت کی پابندیوں کے باوجود آقا علیہ السلام کے محفل میلاد میں انہوں نے کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ (انوار قطب مدینہ صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴ از خلیل احمد رضا)

بندہ نے خود عمرہ کے موقع پر مدینہ منورہ میں کئی محافل میلاد میں شرکت کی ہے۔

شہر اربل میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام نووی کے شیخ ابو شامہ اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدیع والحوادث" میں لکھتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن جو خیرات وصدقات اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ کے زمرے میں شامل ہے کیونکہ اس کے ذریعے فقراء کی خدمت کے علاوہ حضور ﷺ کی محبت، جلال اور تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بصورت رحمۃ للعالمین ﷺ جو عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اس پر شکر یہ بھی ہے۔

مصر میں عید میلاد النبی ﷺ

شیخ محمد رضا لکھتے ہیں ہمارے زمانے میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقوں میں یہ محافل مسلسل منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں برابر میلاد النبی ﷺ سے متعلق بیانات کیے جاتے ہیں۔ فقراء ومساکین کو خیرات دی جاتی ہے۔ خاص شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنز آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف جاتا ہے جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے یہ جلوس مقامات غوریہ، اشرافیہ کوئلہ بازار اور حسینیہ سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہو جاتا ہے۔ مصر میں یہ دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے۔

(شیخ محمد رضا از محمد رسول اللہ ﷺ صفحہ ۳۴،۳۵)

ایڈورڈ ولیم لین ربیع الاول ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا اور وہاں منائے جانے والے جشن میلاد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ربیع الاول کا چاند طلوع ہوتے ہی قاہرہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں اور یہ تہوار بالخصوص شہر قاہرہ کے جنوب مغرب کی جانب محلہ برکۃ الاذبکیہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے۔ برسات کے دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے جس کے کنارے میلاد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو شکم تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ درویشوں کے یہاں بڑے بڑے ڈیرے اور شامیانے نصب کردیئے جاتے ہیں اور بارہ ربیع الاول کے دن تک ذکر کے لئے درویش آتے جاتے رہتے ہیں۔ (Modern Egyptians)

یمن اور شام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام شرق سے غرب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی جانتے ہیں۔ (المیلاد النبوی)

لیبیا میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہفت روزہ احوال کراچی نے اس سال لیبیا کے دارالحکومت طرابلس میں عید میلاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

روشنیوں کا موجیں مارتا سمندر تھا جو راجدھانی طرابلس کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے تھا جیسے کہکشاں شمال افریقہ کے اس تاریخی شہر میں اتر آئی ہو۔ جسے اصحاب رسول کی پابوسی کا شرف حاصل ہے۔ دل کی آنکھیں اس مادی روشنی کے ساتھ نجوم ہدایت کے قدموں کا لمس پانے والے مقدس زروں کی ضیاء پاشیوں کا مشاہدہ بھی کر رہی تھیں۔ یہ ساری آرائش وزیبائش ربیع الاول اور سجاوٹ لوگوں کے جوش ومحبت اور جذبہ عقیدت کی تسکین نہ کر سکی۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کو طرح طرح کی آرائشی چیزوں، برقی قمقموں اور روایتی مومی شمعوں سے بھی سجا رکھا تھا۔ (ضیائے حرم نومبر دسمبر ۱۹۸۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن صرف دیار ہند میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں لوگ مناتے چلے آرہے ہیں۔

آسمانوں سے تمام ارباب نور
بزم امکاں کو سجانے آگئے

جشن میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء

بعض حضرات کہہ دیتے ہیں کہ محفل میلاد کی ابتداء اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر نے کی اور یہ شخص بہت بڑا بدبخت اور فاسق وفاجر تھا۔ ابوسعید مظفر کے زمانہ سے پہلے محفل میلاد کا کہیں ثبوت نہیں ملتا لہذا یہ بدعت ہے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کا بہت بڑا بہتان ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں محفل میلاد ابوسعید مظفر کے زمانے سے پہلے بھی منعقد ہوتی تھی جیسا کہ امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اہل اسلام میلاد کے مہینہ میں ہمیشہ سے محافل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے آئے ہین۔ (المواہب الدنیہ ۲۷۔۱)

ذیل میں ہم ابوالفداء حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ کی وہ مکمل عبارت نقل کرتے ہیں جس سے یہ لوگ ابوسعید مظفر کو فاسق و فاجر اور محفل میلاد کا موجد قرار دیتے ہیں۔ قارئین خود انصاف فرمائیں کہ یہ کتنا بڑا بہتان ہے۔

حافظ ابن کثیر ۶۳۰ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

الملك المظفر ابو سعيد كو كبرى احد الاجواد والسادات الكبراء والملوك الامجاد له اثار حسنة وكان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول ويحتفل به احتقالا هائلا، وكان مع ذلك شهما شجاعا فاتكا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واكرم مثواه وقد صنف الشيخ ابوالخطاب ابن دحية له مجلدا فى المولد النبوى سماه التنوير فى مولد البشير النذير فاجازه بالف ديناره قد طالت مدته فى الملك فى زمان الدولة الصلاحية وقد كان محاصر عكاوالى هذه السنة محمود السيرة والسريرة قال البسط حكى بعض من حضر سماط المظفر فى بعض الموالد كان يمد فى ذلك السماط خمسة الاف راس مشوى، وعشرة الاف دجاجة ومأة الف زبديه وثلاثين الف صحن حلوى، قال وكان يحضر عنده فى المولد اعيان العلماء والصوفية وكانت له دار ضيافة للوافدين من اى جهة ومن اى صفة وكانت صدقاته فى جميع القرب والطاعات على الحرمين وغيرهما وكان يصرف على المولد فى كل سنته

ثلاثه ما ئة الف دینار وَ علی دار الضیافة فی کل سنة مائة الف دینار وعلی الحرمین والمیاہ بدرب الحجاز ثلاثین الف دینار سری صدقات السر رحمہ اللہ تعالیٰ وکانت وفاتہ بقلعة اربل و اوصی ان یحمل الی مکہ فلم یتفق فلافن بمشھد علی۔

ترجمہ: بزرگ اور نیک بادشاہوں اور عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے، وہ ربیع الاول میں میلاد شریف کرتے تھے۔اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیز گار، عادل اور عالم دین تھے، شیخ ابوالخطاب ابن وحیہ نے میلاد شریف کے موضوع پر التنویر فی مولد البشیر النذیر نامی ایک کتاب لکھی جس پر انھوں نے شیخ مذکور کو ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ان کی حکومت کافی عرصہ تک قائم رہی۔ ان کا محاصرہ کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے ان کی سیرت اور حکومت بہت عمدہ تھی جو لوگ مظفر بادشاہ کی محفل میلاد میں شریک رہے ان کا کہنا ہے کہ اس محفل میں پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں ہوتی تھیں۔ دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ پنیر کی ٹکیاں، تیس ہزار مٹھائی کی ڈلیاں، اور ان کی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیاء شریک ہوتے تھے۔ ہر علاقہ اور ہر قسم کے مہمانوں کے لئے بادشاہ مذکور کا دستر خوان کھلا رہتا تھا وہ ہر قسم کی عبادات میں صدقہ اور خیرات کرتے تھے۔ حرمین شریفین کی عبادات پر بہت خرچ کرتے تھے اور میلاد شریف کی محفل پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اور مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے حرمین شریفین اور حجاز مقدس میں پانی کے انتظام پر تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بادشاہ مظفر پر رحمت کرے جو صدقات وہ خفیہ طور پر کرتے تھے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے' (۶۳۰ھ میں) اربل کے قلعہ پر وہ فوت ہو گئے انھوں نے مکہ مکرمہ میں مدفون ہونے کی وصیت کی تھی لیکن پوری نہ ہو سکی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جوار میں انھیں دفن کر دیا گیا۔

(البدایہ والنہایہ ۱۳/۱۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ابن کثیر کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ مظفر بادشاہ محفل میلاد کے موجد نہیں تھے۔ بلکہ اس روایت سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ محفل میلاد کا بڑی دھوم دھام کے ساتھ اہتمام کرتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا انعقاد عالم اسلام میں ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے اور بزرگوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔

یادگار منانا شرعاً کیسا ہے؟

بعض لوگ عید میلاد النبی ﷺ منانے پر جارحانہ حملہ کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ کسی شخصیت کی اہمیت تاریخ اس کی پیدائش تاریخ میں نہیں کیونکہ پیدائش تو اچھے بروں کی ہوتی رہتی ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ ایک غیر عاقلانہ اور غیر شرعی چیز ہے۔

گذارش ہے کہ زندہ قومیں ان شخصیات کی یادگار مناتی ہیں جن کے ہاتھوں سے ان کی قومیت کی شیرازہ بندی ہوئی ہو۔ اس کو وہ اپنی زندگی کا تحفظ سمجھتی ہیں۔ دنیا نے مان لیا جو قوم اپنے محسنوں کو بھول گئی تو زندگی نے ساری قوم کو بھلا دیا اور موت کے منہ میں ڈال دیا یہ قومیت کا فطری جذبہ کسی دلیل نقلی کا محتاج ہے اور نہ برہان عقلی کا۔ اس کا تعلق صحیح انسانیت اور درستی ہوش وحواس سے ہے جو افراد محسنین قوم کی یادگار منانے سے چڑنے لگتے ہیں تو ان کو دنیا نے نہ صرف یہ کہہ کر قومیت سے خارج کر دیا بلکہ انہیں ایک خاص قسم کا پاگل سمجھ لیا گیا۔

یادگار منانا چونکہ ایک فطری جذبہ ہے لہٰذا اسلام جس کا دوسرا نام ہی دین فطرت ہے۔ اس نے اس جذبہ کو اجاگر رکھنے کی تعلیم اپنے روحانی انداز میں بہت صاف وصریح ہے بیان کی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ (ابراہیم:۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے دنوں کی یاد دلاتے رہو''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو وہ دن یاد دلاؤ جس میں اللہ تعالیٰ نے ان پر نعمتیں نازل فرمائیں۔

معلوم ہوا نعمتیں ملنے کے دنوں کو یادگار کے طور پر منانا حکم خداوندی ہے۔

مفسرین امت نے فرمایا۔

کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ (تفسیر ابن عباس، ابن جریر، خازن، مدارک)

کوئی بھی مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بھی ہیں اور نعمت بھی۔

رحمت کی دلیل

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: ''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے''

نعمت کی دلیل

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم:۲۸)

ترجمہ: ''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بدلا اللہ کی نعمت کو کفر کرتے ہوئے''۔

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

محمد ﷺ نعمة الله (بخاری:۲/۶۶)

ترجمہ: ''اللہ کی نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں''

قرآن کریم نے مقبولان بارگان خداوندی کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (المریم:۱۵)

ترجمہ: ''ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام، ان کی پیدائش کے دن اور ان کے وصال کے دن اور اس دن جب وہ میدان محشر میں اٹھیں گے''

احادیث مقدسہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے

ہوئے دیکھ کر پوچھا تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دن ہمارے نزدیک نہایت مقدس و بابرکت ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم سے نجات دلا کر فتح نصیب فرمائی تھی۔ اس لئے ہم اس دن کو "یادگار فتح و نجات" سمجھتے ہیں اور تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

پس ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کی فتح و نجات کا دن منانے کے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری شریف: مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا۔ اسی دن مجھ پر وحی کی ابتداء ہوئی۔ (مشکوٰۃ باب الصوم)

پس معلوم ہوا کہ قرآن کریم نے خاصان خدا کے لئے تین وقتوں کے لئے تعیین فرمائی گئی ہے جو منائی جائے۔ یوم میلاد جیسا کہ اہل اسلام میلاد شریف کی محفل کرتے ہیں۔ دوسرا یوم وصال جیسے کہ ہم مسلمان اعراس بزرگان دین کرتے ہیں۔ لیکن تیسرا یوم حشر ہے جبکہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی شفاعت فرمانے کا دن ہوگا۔ اس کی یادگار منانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ تو قرآنی تعبیر یہ ہوئی کہ مسلمانوں کے تین دن ہیں۔ ان میں پیدائش و وصال منانا تمہارا کام ہے اگر تم اس کے عادی ہو گئے تو مقبولان بارگاہ کی شفاعت کے مستحق ہو جاؤ گے۔

کافر کے عمل سے میلاد کا جواز

حضرت عروہ فرماتے ہیں ثویبہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھی پلایا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (حضرت عباس) نے اسے بہت بری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا۔ ابولہب نے کہا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی۔ سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری شریف ۳/۷۸، کتاب النکاح)

اعتراض اوّل

معترضین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میلاد کا جواز نکالنا درست نہیں۔

جواب: مندرجہ ذیل علماء ومحدثین نے اس حدیث سے میلاد کا جواز نکالا ہے۔ اس حدیث کو علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری (طبع جدید ۲/۹۵) پر نقل فرمایا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ جلد اول اور الحادی للفتاویٰ (۱/۱۹۶) پر نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے مختلف اقوال نقل فرما کر آخر میں اپنے قول سے بھی تائید فرمائی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۱۱۹)

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ میں لکھ کر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن مین مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزا ہے (عذاب میں تخفیف) دی جاتی ہے تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی منائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں نقل کیا ہے امام القراء الحافظ شمس الدین ابن الجزری نے اپنی تصنیف عرف التعریف بالمولد الشریف میں لکھا ہے۔

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی نے مولد الصاوی مولد الھاوی میں نقل کیا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے فتاویٰ عبدالحی میں نقل کیا ہے (۲/۲۸۲)

مفتی رشید احمد لدھیانوی نے احسن الفتاویٰ ۳۴۸، ۲/۳۴۷ میں درج کیا ہے۔ ان تمام محدثین اور علما کا ثویبہ کے واقعہ سے استدلال کرنا اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

اعتراض دوم:

کافر کا کوئی عمل بھی قابل اجر نہیں لہٰذا ابولہب کے عمل پر تخفیف عذاب کیسے ہوگی؟

جواب: اس کا جواب محدثین نے یہ دیا ہے کہ کافر کا وہ عمل جس کا تعلق رسول خدا ﷺ سے ہو وہ رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ اس پر اسے اجر وثواب ملے گا۔

امام کرمانی لکھتے ہیں۔

کافر کا وہ عمل اور بھلائی جس کا تعلق اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو اس پر کافر کو اجر وثواب دیا جاتا ہے۔ (الکرمانی شرح بخاری: ۹/۷/۱۹)

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔

وہ اعمال جن کا تعلق ذات رسول ﷺ سے ہو اس کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ (عمدۃ القاری ۹۵/۲۰)

مشہور مفسر قرآن امام قرطبی فرماتے ہیں۔

جب نص صحیح میں آچکا ہے کہ کافر کو نبی ﷺ کی خدمت کے صلہ میں اجر ملتا ہے تو ایسے مقام پر اسے مانا جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ہستی کے اکرام کی خاطر فضل فرمادیتا ہے جس کے لئے کافر وہ عمل کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱۹/۹)

یعنی ابولہب کے عذاب میں تخفیف یا اسی طرح کسی دوسرے کے حق میں جو احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ اس ذات کے اکرام کے لئے ہوتا ہے جس کے لئے کافر نے کوئی نیک کام کیا ہو۔ (جیسے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ) کہ ابولہب نے حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ لہٰذا ابولہب کے حق میں تخفیف عذاب حضور ﷺ کے اکرام اجلال کے لئے ہے۔

پس حدیث بخاری اور دیگر مندرجہ بالا تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نادانستہ طور پر میلاد کی خوشی کرنے والے بدترین کافر کو بھی اللہ تعالیٰ اس کے عمل کی جزا دے رہا ہے اور قیامت تک ملتی رہے گی۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی نسبت سے کئے جانے والے اعمال کی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی کافر بھی عمل

کرے گا تو اس کو جزا دی جائے گی۔ کیونکہ:

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔

اعتراض سوم:

غیر مسلم کا خواب حجت نہیں جس پر یقین کرلیا جائے؟

جواب: ان خوابوں کا حجۃ شرعیہ نہ ہونا مسلم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ ان سے کسی حقیقت واقعیہ پر کوئی روشنی نہ پڑ سکے۔ اور کسی امر میں کم از کم استنباط کا فائدہ بھی ان سے متصور نہ ہو۔ غیر مسلم کے خواب کا فی الجملہ سچا ہونا اور اس سے بعض حقائق کا پتہ چلنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو ساتھی جو کافر تھے۔ انہوں نے خواب دیکھے اور یوسف علیہ السلام نے انہیں ایمان و توحید کی طرف دعوت دی۔

لہٰذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس خواب سے جو انہوں نے کفر کے زمانہ میں دیکھی تھی بطور استنباط ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منانا ابولہب جیسے کافر کے حق میں مفید ہوسکتا ہے۔ تو مومن مخلص کے حق میں ولادت باسعادت پر اظہار مسرت بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی امید کا سبب قرار پا سکتا ہے۔

(مقالات کاظمی ۱/۸۹) (میلاد النبی از علامہ سید احمد سعید کاظمی صفحہ ۵۱)

بارہ ربیع الاول کو زیادہ عبادت اور کارہائے خیر کرنا

معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جن ایام فضیلت میں زیادہ عبادت اور زیادہ کارہائے خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں وہ معلوم اور معروف ہیں جیسے رمضان المبارک لیکن ربیع الاول میں عبادت و کارہائے خیر ثابت نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ اس ماہ میں اس لئے عبادت زیادہ نہیں فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت سے تخفیف کا ارادہ کرتے تھے اور اس پر رحمت اور شفقت کرتے تھے۔ بالخصوص ان امور میں جن کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات مبارکہ کے ساتھ تھا۔

جس طرح آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا اور فرمایا۔

اے اللہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں۔

اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے شکاری جانور کو قتل کرنے اور درخت کاٹنے کی سزا نہیں مقرر فرمائی جیسا کہ مکہ مکرمہ میں ان چیزوں پر سزا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی فضیلت نبی ﷺ کی وجہ سے ہو آپ ﷺ اس کے احکام میں امت پر شفقت کی خاطر تخفیف کر دیتے تھے۔ (شرح صحیح مسلم ۳/۱۷۸، علامہ غلام رسول سعیدی)

(المدخل ۲۶۱-۲۹۲/ اعلامہ ابن الحاج)

اس کے باوجود اس دن روزہ رکھنا، صدقات و خیرات کرنا، تلاوت قرآن مجید نعت خوانی کرنا باعث ثواب و محمود ہے جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔

صحابہ و تابعین محفل میلاد نہیں کرتے تھے

مانعین میلاد اعتراض کرتے ہیں کہ صحابہ و تابعین و سلف صالحین کا عمل محفل میلاد پر نہ تھا۔ حالانکہ وہ ہم سے زیادہ رسول اللہ کی سنت اور آپ کی تعظیم کو ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ ہم ان کے تابع ہیں ہمیں ان کی اتباع کرنی چاہیے بلکہ لکھتے ہیں کہ ان کی اتباع زیادہ واجب ہے۔

اس اصول سے یہ کہا جا سکتا ہے۔

اولاً یہ کہ سلف صالحین میں تابعین سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رسول اللہ ﷺ کی سنت اور شریعت کو جاننے والے تھے اس لئے جس کام کو صحابہ نے نہیں کیا وہ تابعین کو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور ان کا کیا ہوا کام محض اس وجہ سے بدعت و ناجائز ہو جانا چاہئے کہ ان کے اسلاف نے اس کام کو نہیں کیا۔ مثلاً مسجد میں محراب بنانے کی ابتداء عمر بن عبدالعزیز نے کی۔ قرآن مجید میں اعراب حجاج بن یوسف نے لگائے۔ اس اصول سے یہ دونوں کام ناجائز اور بدعت ہوئے کیونکہ اگر یہ کام صحیح ہوتے تو ان سے زیادہ دین کا درد رکھنے والے صحابہ کرام اس کو کیوں ترک کر دیتے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت دین اور شریعت کو جاننے

والے خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اور مقام ہی دین اور شریعت کو وضع کرنا ہے اس لئے جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ بدعت قرار پائے گا۔ مثلاً باجماعت نماز تراویح، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اگر ان کاموں میں قید ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کاموں کو کیوں ترک کرتے۔

ثانیاً گذارش یہ ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین نے محافل میلاد منعقد نہیں کیں۔ بجا ہے لیکن صحابہ وتابعین نے اس فعل سے منع بھی نہیں کیا۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

الفعل یدل علی الجواز و عدم الفعل لا یدل علی المنع

ترجمہ: ''کسی کام کا کرنا اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے اور اس کا نہ کرنا اس کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتا''۔

صنعت وحرفت اور طرق تبلیغ میں سے چند کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین سے ثابت ہیں اور سینکڑوں کام اور طرق تبلیغ میں مثلاً تصنیف وتالیف وغیرہ جناب رسالت مآب اور صحابہ وتابعین میں سے کسی نے نہیں کیے تو کیا یہ سب ناجائز ہیں؟

ثالثاً صحابہ اور تابعین کے محافل میلاد منعقد کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ دن رات دین کے زیادہ اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ مثلاً اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرنا، کافروں کو مسلمان کرنا اور اسلام کا سورج جو کہیں غروب نہیں ہوتا تھا ان تمام شہروں میں نظم ونسق قائم کرنا۔

رابعاً ہر وہ کام جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا جائے اور وہ کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو ظاہر کرتا ہو اس کو کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ شرک نہ ہو۔ خواہ اس کام کیمثال اور نظیر عہد صحابہ اور تابعین میں نہ ہو۔

بہر حال جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر عید میلاد النبی کی محافل قائم کرتے ہیں اور اس میں سلام اور قیام کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں صدقہ وخیرات اور دیگر عبادت کے ہدایا کا ایصال ثواب کرتے ہیں ان کے یہ اعمال یقیناً مستحسن اور خیر وبرکت کے موجب ہیں خواہ اس سے پہلے سلف صالحین میں ایسی مثالیں مروج نہ رہی ہوں۔ (شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی ۱۸-۱۸۰/۳)

بارہ ربیع الاوّل روزِ ولادت یا تاریخ وصال؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مہینے میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک عجیب سا پوسٹر نما اشتہار یا پمفلٹ شائع ہو رہا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے، جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہئے۔ ان کا ضمیر مردہ ہے، ایمان ختم ہو چکا ہے انہیں نہ اپنے نبی ﷺ کا پاس ہے اور نہ حیاء یہ لوگ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ محمد عربی ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابل ذکر بات تو موجود نہیں البتہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا جواب اور رد ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ:

"بارہ ربیع الاول باتفاق اہل اسلام حضور علیہ السلام کا یوم وفات ہے نہ کہ یوم ولادت۔ چونکہ حضور ﷺ کی وفات کے دن صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غم زدہ تھے۔ لہٰذا اس تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا ان کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے"۔

گویا ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کا یوم ولادت ہونا مشکوک ہے اور یوم وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ:

تاریخ ولادت میں معمولی اختلاف کے باوجود جمہور محققین کرام علمائے امت کے نزدیک حضور ﷺ کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے اور اسی پر امت کا عمل وتعامل ہے اور امت کا تعامل بجائے خود دلیل ہے۔

اب آیئے آئمہ اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور ﷺ کا یوم ولادت ہے یا یوم وفات۔

وفات نبوی ﷺ کی تاریخ کے متعلق چار قسم کی روایت منقول ہیں۔

روایت در قسم اول:

۱۲ ربیع الاول یہ روایت حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے۔

روایت در قسم دوم:

۱۰ ربیع الاول یہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔

روایت در قسم سوم:

۱۵ ربیع الاول، مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

روایت در قسم چہارم:

۱۱ رمضان المبارک یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف سے منسوب ہے۔

(روایت نمبر ۱،۲ البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۶) (روایت ۳،۴ وفا الوفا جلد ۱، صفحہ ۳۱۸)

کچھ تفصیل ان روایت کے بارے میں

پہلی روایت جس میں وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول بتائی گئی ہے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن عمر الواقدی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی امام یحییٰ نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقدی کذاب ہے۔ حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم ابن عدوی نے کہا واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ امام شمس الدین ذہبی نے کہا کہ واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر آئمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان العدال جلد ۲، ص ۴۲۵، ۴۲۶ مطبوعہ ہند قدیم)

نتیجہ یہ نکلا کہ بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان سے استدلال کیا جا سکے۔ دوسری روایت کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن عبیداللہ العزرمی متروک ہے۔

(تقریب التھذیب صفحہ ۱۴۲، صفحہ ۲۰۳ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی صفحہ ۱۶۱، صفحہ ۳۵۰)

تیسری اور چوتھی روایت کی سند ہی کتب مطبوعہ حدیث میں کہیں مذکور نہیں حاصل یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا نہ صحابہ کرام سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے۔ لہٰذا بعد کے کسی مورخ کا اس دن کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔ اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ہوئی۔

تاریخ وصال علماء ومحدثین کی نظر میں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی کتاب فتح الباری صحیح بخاری جلد ۸، صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ لاہور میں اجلہ تابعین ابن شہاب زہری وغیر ہم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم اور دوم ربیع الاول کو وفات شریف ہونا لکھا ہے اور مفصل بحث کر کے دوم ربیع الاول کو ترجیح دی اور بارہ ربیع الاول کی روایت کو عقل ونقل کے خلاف ثابت کیا ہے اور اسے راوی کا وہم غلط قرار دیا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی اعظم گڑھی

آپ نے اپنی کتاب سیرت النبی جلد دوم، صفحہ ۱۶۰ پر یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی

آپ نے اپنی کتاب مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۹ پر آٹھ ربیع الاول کو یوم وصال قرار دیا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی

آپ لکھتے ہیں کہ وفات آپ کی شروع ربیع الاول میں سن دس ہجری روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد آفتاب ہوئی۔ اور اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوسکی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کو تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دو شنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۴۲، ۲۴۱)

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کراچی والے

فرماتے ہیں کہ تاریخ وفات میں جو مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ بروز جمعہ کو ہوا۔ انہی دو باتوں کو ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی۔ اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد قرار دیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ربیع الاول کی دوسری تاریخ ہے۔ کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(سیرت خاتم الانبیاء مطبوعہ بیگم عائشہ باوانی وقف کراچی صفحہ ۱۱۹)

امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی

اب آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی (المتوفی ۵۷۱ھ) جو کہ مشہور محقق و مورخ ہیں اپنی تالیف الروض الانف جلد ۲، صفحہ ۳۷۲ پر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول ۱۱ ہجری بروز سوموار ہوئی۔ اور ۱۰ھ کا حج یعنی حجۃ الوداع بروز جمعہ ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز خمیس یعنی جمعرات بنتی ہے۔ اس کے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے ۳۰ دن کے شمار کریں یا انتیس دن کے یا بعض تیس کے اور بعض انتیس کے کسی صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو سوموار کا دن نہیں ہوسکتا۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کی کسی اور تاریخ میں بھی ہوسکتی ہے مگر بارہ ربیع الاول کو ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

مندرجہ بالا تحقیق کی روشنی میں مخالفین کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام غم زدہ تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل بالاتفاق یوم وفات نہیں ہے۔ البتہ ۱۲ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے پر امت کی

اکثریت متفق ہے۔

تاریخ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی ہے

ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کا یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا۔ اور اس پر علماء امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا۔ ماہ رمضان اور ماہ محرم کے اقوام کو اہل تحقیق نے دراعتنا ہی نہیں سمجھا البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی جب جناب رشد و ہدایت ﷺ نے جلوہ بار ہو کر ظلمت کدہ عالم کو منور فرمایا اس بارے ہم علماء محققین کے اقوال ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

امام ابن جریر طبری

آپ رحمۃ اللہ علیہ فقید المثال مقرر اور بالغ نظر مورخ بھی ہیں فرماتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۵)

علامہ ابن خلدون

آپ کو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کیا جاتا ہے بلکہ فلسفہ تاریخ کے موجد بھی ہیں فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی نوشیرواں کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا۔ (تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ: ۴۰)

علامہ ابن ہشام

مشہور سیرت نگار (متوفی ۲۱۳ھ) عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد اسحاق سے روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۴۰)

محمد الصادق ابراہیم عرجون

دور حاضر کے سیرت نگار جو جامعہ ازہر مصر کے کلیہ اصول الدین کے عمید رہے ہیں فرماتے ہیں۔

کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بروز دو شنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں تولد ہوئے اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول صفحہ ۱۰۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ میلاد پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر و تواریخ کی یہ رائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد ہوئی اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ اور بارہ تاریخ تھی بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے یعنی سب علماء اس سے متفق ہیں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۱۸، ۱۹)

مفتی محمد شفیع صاحب کراچی والے

اپنی کتاب سیرت خاتم الانبیاء میں یوں رقمطراز ہیں:

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض ''آدم'' اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا۔ موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزائے عالم ہوتے ہیں۔ (سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۸)

نواب محمد صدیق حسن خان

اہل حدیث کے مشہور عالم فرماتے ہیں کہ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہوری علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ (الشمامۃ العنبر یہ مولد خیر البریہ صفحہ ۷)

مولانا اشرف علی تھانوی

اپنی مشہور تالیف نشر الطیب میں لکھتے ہیں۔

۱۔ یوم میں سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا

بارھویں۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۸)

۲۔ جمہور کے قول کے موافق ۱۲ ربیع الاوّل تاریخ ولادت شریفہ ہے۔

(خطبات میلاد النبی ﷺ۔ ۵۰)

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

(ضیاء النبی جلد ۲/۳۹)

قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

متقدمین و متاخرین کا اجماع اسی پر ہے کہ تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول عام الفیل ہے۔ علم الہئیت کے ماہر محمود پاشا فلکی مصری اور بعض دیگر متاخرین کی تحقیق ۹ ربیع الاوّل کے حق میں بھی ہے مگر عالم اسلام میں قدیم زمانے سے اجماع ۱۲ ربیع الاول پر ہی چلا آرہا ہے۔ اس لئے قول مختار کا درجہ اسی کو حاصل ہے۔ (سیرۃ الرسول ۲/۲۳۸)

کچھ تاریخ ولادت نو (۹) ربیع الاول کے بارے میں

برصغیر پاک و ہند میں پہلی بار شبلی نعمانی اعظم گڑھی نے اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ میں محمود پاشا فلکی کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کی تاریخ پیدائش نو ربیع الاول لکھی ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ تحقیق کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی اس لئے میلاد کے مخالفین نے شبلی نعمانی کے نام سے متاثر ہو کر آنکھیں بند کر کے اس تاریخ کو صحیح قرار دیا اور خواہ مخواہ کا اختلاف شروع کر دیا حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی نہ تابعی کا کوئی قول نو (۹) ربیع الاول کے بارے میں ملتا ہے۔

دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلمان منصور پوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے اور مفتی محمد شفیع صاحب انہیں مکی لکھتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن سہارنپوری نے انہیں قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔

عصر حاضر کے مشہور سیرت نگار سیدی مرشدی ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا البتہ معلوم ہوا ہے کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد ذکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا اس کو مولوی سید محی الدین خاں جج ہائیکورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نو لکشور پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے اگر کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ کرام تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاولی ۱۷ھ۔۱۲ جولائی ۶۳۸ء کو مملکت اسلامی میں اس کا نفاذ ہوا اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے کہ قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسئی کی جاتی رہی لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سال میں نسئی کی گئی۔ (ضیا القرآن جلد اول صفحہ ۲۰۲)

نیز محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ اہل زیچ کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علم نجوم اور ریاضی کے حساب سے تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی۔ پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین مفسرین تابعین اور صحابہ کرام رضوان علیہم کی بات ماننا پڑے گی۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۹)

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ: محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف ہے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ

اختلاف مطالعہ ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا ہے کہ جمہور کی مخالفت اس کی بنا پر کی جائے۔

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۸)

اب آخر میں گذارش ہے جمہور علماء کی آراء آپ پڑھ چکے اب آخری روایت جسے ابن ابی شبیہ نے اپنی تصنیف میں رقم کیا فرماتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل بروز دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اس روز معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاول مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (سیرت ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۹۹)

اب فیصلہ آپ فرمائیں کہ مکہ والے بھی کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی اور گھر والے بھی (عبداللہ ابن عباس) بھی کہتے ہیں کہ ولادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی لیکن مخالفین بدستور ضد بازی سے کام لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمادے۔

پس ثابت ہوا کہ وفات بارہ کو نہیں بلکہ ولادت بارہ کو ہے لہٰذا صحابہ کرام واہل بیت اطہار ۱۲ ربیع الاول کو نہ تو غمزدہ ہوئے اور نہ روئے۔

بارہ ربیع الاوّل کو کون رویا

اب ہم جاننا چاہیں گے کہ بارہ ربیع الاول کو کون رویا تھا امام ابوالقاسم السہیلی فرماتے ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ رویا۔

۱۔ اس وقت جب اس پر لعنت کی گئی۔ ۲۔ جب اسے راندہ درگاہ کیا گیا۔

۳۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ۴۔ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

یہی روایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے الخصائص الکبریٰ (۱:۱۱۰) پر بھی موجود ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبہ کے فرد ہیں اور چچا زاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور امام سہیلی اور دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن شیطان رویا تھا۔ اب ۱۲ ربیع الاول کو

غم کا دن کہہ کر شریک غم ہونے والے خود سوچیں کہ وہ کس کے غم میں شریک ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں اے ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اب آخر میں گذارش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ایسا نہیں جس سے امت کا رشتہ منقطع ہو جائے فرمایا کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم

(مسند بزاز۔ الشفا شریف، الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

میری ظاہری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یوں امت کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور رحلت دونوں رحمت ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں بڑی رحمت کونسی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ کا میلاد امت کے لئے سب سے بڑی رحمت اور نعمت ہے لہٰذا اسی کا حکم غالب رہے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ایسا نہیں کہ امت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اور رشتہ ختم کردے بلکہ آپ کا فیضان رسالت تا حیات جاری وساری ہے۔

حضرت ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات میں موت اور وفات کا عام تصور مراد نہیں بلکہ یہاں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا مراد ہے۔

لہٰذا اس موقع پر سوگ منانا اور غم کرنا امت مسلمہ کا وطیرہ اور شیوہ نہیں اس لئے غم تو نعمت کے خاتمہ پر کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ غم اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی چیز ختم ہو جائے، چلی جائے، فوائد ختم ہو جائیں، اس کے اثرات اور نتائج کا سلسلہ بند ہو جائے۔ مثلاً کسی کا بیٹا تھا فوت ہو گیا اب اس کے مرنے پر غم تو ہو سکتا ہے کہ بیٹے کی نعمت چھن گئی لیکن یہ بھی شکر گزار مومنین کا شیوہ نہیں کہ وہ رب سے شکوے کریں کیونکہ یہ تو آزمائشیں ہیں۔

چہ جائیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر غم کرے حزن وملال کی کیفیت اپنائے اس لئے

کہ حضور ﷺ کا وصال مبارک بھی اس طرح امت کے حق میں ہے جس طرح آپ ﷺ کی ظاہرہ حیات طیبہ تھی معترضین کو یہ اعتراض کرتے ہوئے کم از کم حیاۃ النبی ﷺ پر غور کرنا چاہئے وہ اس ہٹ دھرمی میں انبیاء اور تمام انسانوں کی موت وحیات کو یکجا تصور کرتے ہیں وہ انتہائی نامناسب اور غیر علمی انداز سے اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں۔ جس میں سرے سے کوئی قرین قیاس بات ہی نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ آقا تو موجود ہیں غم تو تب کریں کہ حضور ﷺ کا سایہ رحمت امت کے سر سے اٹھ گیا ہو یا رابطہ اور تعلق منقطع ہو گیا ہو۔ حضور ﷺ تو آج بھی امت کے احوال سے باخبر ہیں اور قدم قدم پر دستگیری فرماتے ہیں۔ یہاں حیات النبی ﷺ کے دلائل دینا تو باعث طوالت ہوگا یہ ایک الگ موضوع ہے جس پر تمام مکاتیب فکر کے علماء کی کتب موجود ہیں تاہم اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ اپنے جسم اطہر کے ساتھ اپنے روضہ مبارک میں باحیات تشریف فرما ہیں۔

لہذا یہ یوم غم نہیں بلکہ یوم عید ہے۔

محفل میلاد کی اصل حیثیت

محفل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن نعت خوانی کے علاوہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے۔ فضائل مناقب بیان ہوتے ہیں اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں صلوۃ وسلام ہوتا ہے۔ صدقات وخیرات کئے جاتے ہیں اور ان ساری باتوں سے محبت اور تعظیم رسول ﷺ شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ قرآنی حکم ہے۔

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾

ترجمہ: ''اور اس (اللہ کے رسول ﷺ) کی مدد کرو اور تعظیم وتکریم کرو''

صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا۔

''میلاد منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں داخل ہے''

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم میلاد کی اصل شرع سے ثابت مانتے ہیں لیکن موجودہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی پر اعتراض ہے۔

تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت شرع سے ثابت ہو اور اس کی

ہیئت انفرادی قرآن یا سنت میں موجود ہو وہ کسی ہیئت مباحہ (جائز شکل وصورت) کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہوسکتی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کے دور میں نہیں تھیں اور بعد میں اپنائی گئیں مگر آجکل سارے مسلمان انہیں کار خیر سمجھتے ہیں مثلاً۔

پختہ مساجد، دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم، مسافر خانے، قرآن پاک پر اعراب، پاروں رکوعوں اور رموز واوقاف کا تعین۔ احادیث کی کتب، وعظ وتبلیغ کا مروجہ طریقہ، سیرت کانفرنسز، لاؤڈ اسپیکر، سیاسی یا دینی جلوس۔

علم اصول کا قاعدہ ہے جسے شامی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جمہور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت اور جواز ہے۔

یوں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جس چیز کی ممانعت شرع سے ثابت ہو جائے وہ ممنوع اور حرام ہے اور جس کی ممانعت پر دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز ومباح ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جوئی چیز خلاف دین ہو منع ہے اور جوئی چیز دین کے خلاف نہ ہو بلکہ مددگار ہو وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

﴿من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا﴾ (رواہ مسلم)

جس نے کوئی اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا پھر اس کے بعد اس طریقے پر عمل لوگوں نے کیا طریقہ جاری کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ہوگا۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حرف آخر

بحمدہ تعالیٰ میلاد شریف کے مسئلے پر قرآن وحدیث، آثار صحابہ وتابعین کے اقوال، علماء ومحدثین کی روشنی میں دلائل قاہرہ بیان ہوئے امید واثق ہے قارین کرام کو اس علمی مواد سے اطمینان قلبی نصیب ہوگا اور معاندین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

ہمارا عقیدہ

عید میلاد النبی ﷺ کی اسلامی وشرعی حیثیت کے سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ مطلق ذکر میلاد قرآن وسنت کی روشنی میں شرعاً محمود ہے آثار صحابہ وسلف صالحین سے میلاد شریف کی حیثیت انفرادی اور اباحت اصلی ثابت ہے کسی سے ہیئت مباحہ اجتماعیہ کے لاحق وعارض ہونے سے اس کو بدعت نہیں کہا جاسکتا خصوصاً جب کہ محفل میلاد اور جلوس میلاد سے مقصود دعوت الی اللہ تبلیغ دین اور بیان سیرت ومعجزات ہوتو یہ عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب قرار دیا ہے نیز یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ابتدا سے لے کر آج تک اکابرین علماء امت کی واضح اکثریت عمل میلاد پر متفق رہی ہے اور آئمہ اسلام اپنے قول و عمل سے اس کی مسلسل تائید وتصدیق فرماتے رہے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جن حضرات نے مروجہ محافل میلاد وجلوس ہائے عید میلاد النبی ﷺ کا انکار کیا ہے اس کی بنیادی وجہ اس قسم کے اجتماعات میں منکرات، محرمات اور بدعات کا ارتکاب ہے وہ اصل میلاد کے منکر ومخالف ہرگز نہیں ہیں اور یہی علماء اہلسنت کا موقف ہے۔

لیکن یادرہے کہ!

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ہر اچھے کام میں بعض دنیادار برائی اور فسق وفجور کے پہلو نکال لیتے ہیں مثلاً عیدین کے مواقع مسلمانوں کی اجتماعی عبادت اور خوشی کے ایام ہیں لیکن ان ایام کو میلہ کی شکل دے دی گئی ہے پارکوں اور تفریح گاہوں میں مردوزن کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے عورتیں بن سنور کر پارکوں اور تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی ہیں اور اوباش لوگ فحش حرکات کرتے ہیں۔ انہیں جگہوں پر بلند آواز سے گانوں کی ریکارڈنگ، رقص وسرور وغیرہ یعنی ہر قسم کی غیر شرعی حرکات وخرافات ہوتی ہیں۔

ان ناجائز امور اور غیر شرعی حرکات کی بنا پر کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ عیدین کے ایام میں یہ غیر شرعی امور ہوتے ہیں اس لئے عید الفطر، عید الاضحیٰ کی نماز بند کردی جائے یا عید کے دن خوشی نہ منائی جائے لوگ نہا دھو کر عید گاہ کو نہ جائیں اس لئے کہ

ان حرکات کا دروازہ کھلتا ہے۔عید کی نماز سنت موکدہ ہے اور اگر کسی سنت پر عمل کرنے سے بے شمار حرام کاموں کا دروازہ کھلتا ہو تو کیا اس سنت کو ترک کر دینا چاہئے۔

اس طرح نکاح کے موقع پر گانا بجانا، عورتوں کا مہندی لے کر بازاروں میں نکلنا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان خرافات کی بنا پر نکاح مذموم یا ممنوع ہے۔اس لئے اگر بعض جگہ محافل میلاد میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو اس سے محفل میلاد یا جلوس میلاد بند نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی اصلاح کی جائے گی۔

علماء ومشائخ سے ضروری گزارش

علماء ومشائخ اہلسنت اور عامۃ المسلمین کی خدمت میں گزارش ہے کہ میلاد شریف کے تمام اجتماعات وتقریبات کو سنت اور شریعت کی روشنی میں مرتب ومنظم فرمائیں اور اس پاکیزہ عمل کو جس کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے ہر قسم کی بدعات ومنکرات سے پاک رکھنے کے لئے عملی جہاد فرمائیں اور اس حقیقت کا برملا اعلان فرما دیں کہ غیر شرعی حرکات اور دیگر خرافات کا مظاہرہ کرنے والے لوگ قابل نفرت وملامت ہیں اور یہ کہ ہم ان لوگوں کے ناپسندیدہ افعال واعمال کی کوئی ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔

مقصد میلاد۔۔احسان عظیم کا شکریہ

اہل عرب کا ظہور اسلام کے وقت کیا حال تھا؟ عرب کی سرزمین پر عرب جاہلیت کا اتنا گھمنڈ تھا کہ ایک ایک بچے کو دعوائے فضیلت وتمکنت خاندان تھا کہ ہم شرافت وباساطت کے پیکر اور اصیل ترین نسل وخاندان کے افراد ہیں۔انہیں غرور نسلی میں اس درجے غلو تھا کہ اظہار حال وبیان حقیقت کے لئے گڑے ہوئے مردے قبروں سے اکھاڑ کر فخریہ بوسیدہ ہڈیوں کی نمود وتشہیر سے بھی باز نہ رہتے تھے۔اسی قسم کی اور صدہا نسلی غرور کی مثالیں مستند تواریخ کے اوراق میں آج بھی موجود اور محفوظ ہیں۔عقلی ونقلی فکر وغرور کا یہ عالم تھا کہ ایک معمولی بات پر پچیس سال تک خونریزی وخوانخواری کا میدان گرم رہا۔ مرتے وقت لوگ اس بارے وصیت تک کر جاتے تھے۔

قرآن کے اس اعلان پر، ان کی ذہنیت ان کے نسلی غرور، ان کے طبعی نقائص اور

وحشت و درندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور ان کی تمدنی، معاشرتی و مذہبی ہر قسم کی زندگی باآسانی سمجھی جاسکتی ہے، جب ان کے اعمال کے پیش نظر وحی الٰہی نے کہا:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ (آل عمران: ۱۰۳)

ترجمہ: ''اللہ نے تمہیں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کی یاد سے غافل نہ ہو تمہارا حال یہ تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے لیکن اس کے فضل سے ایسا ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے (دشمنی کی وجہ سے) تمہارا حال یہ تھا کہ آگ سے بھری ہوئی خندق ہے اور اس کے کنارے کھڑے ہو ذرا پاؤں پھسلا اور شعلوں میں جا گرے لیکن اللہ نے تمہیں ان حالات سے نکال لیا''۔

قرآن تاریخ یا قصے کی کتاب نہیں۔ وہ واقعہ بیان کرتا ہے مگر اشارتاً اس لئے بھی کہ عرب کا ہر فرد تاریخ عرب کی ایک مجلد کتاب تھا۔ ذرا سا اشارہ انہیں حالات و معاملات معلوم کرنے کے لئے کافی تھا۔ جنہیں فہم قرآن بخشا گیا ہے ان کے لئے بھی اتنا اشارہ عرب کی پوری تاریخ پیش کر دیتا ہے۔

عرب کا عظیم الشان انقلاب

لیکن بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و نزول قرآن کے بعد انہی اہل عرب کا کیا حال تھا؟ دل بدل گئے تھے، ماہیت بدل گئی تھی، ذہنیت بدل گئی تھی، یکسر انقلاب آ گیا تھا، یکسر انسان بن گئے تھے اور اس تبدیلی و انقلاب کے بارے میں اکابر عرب کے اقوال مختلف تاریخی کتابوں میں آج بھی محفوظ ہیں جو دیکھے جاتے ہیں اور دیکھے جاسکتے ہیں۔ غصب و قزاقی کے خوگر عرب انقلاب کے بعد ایسے نمونہ انسانیت بن گئے تھے کہ غلاموں اور غلام زادوں کے نام اپنے ترکے کی وصیت کرتے تھے یا اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ انہیں بھی ترکے میں حصہ دیتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے شرافت و نجابت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ اشراف عرب، اصیل قریش نسلی غرور کر سکتے تھے۔ ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال ہو

سکتا ہے کہ یہ اسی کی رکاب پکڑ کر چلنے والے لوگ ہیں۔مگر یہ تاریخ کی ایک دہرائی ہوئی حقیقت ہے اور تہذیب جدوی بھی جس سے انکار نہ کر سکی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سالار لشکر بن کر جب احاطہ شہر سے باہر نکلتے ہیں تو دور تک آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھوڑے کی رکاب تھامے ہوئے انہیں سمجھاتے چلے گئے اور وہ بار بار معذرت کرتے رہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضمیر اور حقیقی صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلی قلب آمادہ نہ ہو سکا کہ ان کی معذرت کو قبول کر لیا جائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بن سلام کی کیفیت مورخین نے جو کچھ تاریخ میں قلمبند کر کے خلف کے لئے چھوڑی ہے، دیدہ عبرت کے لئے ہمیشہ سبق آموز رہے گی۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اکناف عالم میں بسنے والوں سے کون واقف نہیں؟

کیا ان کا حال و مقام ہمارے درس عبرت کے لئے کافی نہیں؟ ایک حبشی اسود، سیاہ فام لیکن مقام کیا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشامد کے ساتھ ان سے عرض کرتے تھے کہ اذان دے کر ہمارے دلوں کو خوش کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا جلالی خلیفہ اور محترم ترین صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے عدل و دانش اور تدبر نے اقوام عالم سے خراج تحسین حاصل کیا، ان کی ذات پر فخر کرتے تھے اور انہیں سیدنا کے لقب سے یاد کر کے خوش ہوتے اور فخر کرتے تھے۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومی کا حال کس نے نہیں سنا؟۔

ہر حال، ہر ولایت و ملک کے لوگ جو معلم اخلاق و انسانیت کے دربار میں پہنچے انسان بن گئے۔ ہے کوئی انسان تاریخ انسانیت میں موجود؟ جس کو مثال کے طور پر بھی اس انسانیت کبریٰ کے مقام پر فائز انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا جا سکے۔ تاریخ اس کے جواب و مثال سے آج تک قاصر ہے اور قاصر رہے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ نے ہیبت و دبدبے، رعب و جلال والی ہستیاں اور ان کے کارنامے اپنے صفحات میں محفوظ رکھے ہیں۔ مگر انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک طرف شہنشاہ تو دوسری طرف بوریہ نشین مسکین، ایک طرف فوجی جرنیل و قائد تو دوسری طرف داعی امن و سلامتی جیسا انسان صفت ہستی پر ہویدا نہیں ہوا نہ زمانے نے پیدا کیا ہے۔

نسلی عصبیت کا پیکر خاکی، دوسروں کے جان و مال، عزت و آبرو کا پاسبان یا ظلم و استبداد سے اقوام کے گلے میں غلامی کا طوق اور ان کی پیٹھ پر پابندیوں کا بوجھ ڈال

سر غرور فخر سے بلند کرنے والا، دونوں سے افضل کون ہے؟ تاریخ کا فیصلہ موجود ہے میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ جس قوم کا وطیرہ قتل و غارت ہو، تکبر و غرور ہو، اس میں یہ انقلاب ایام ہو جائے کہ قریشی ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑا ہو اور غلام قوم کا ایک فرد ان کا امام ہو، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ اگر زید رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو خلافت میرے باپ رضی اللہ عنہ کے بجائے انہیں ملتی۔

نہ تفرقہ ہے نہ پارٹی اور جتھہ بندی ہے نہ گروہ پسندی، بس اسلام ملت ہے۔ اللہ کی بندگی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ ہر مسلمان بلکہ تمام انسان بھائی بھائی ہیں۔ ﴿ان العباد کلھم اخوان﴾ کوئی انسان بحیثیت انسان اچھوت نہیں۔ اعمال کیسے ہوں، عقیدہ کیسا ہو، بحث یہ ہے ناپاکی جسم میں نہیں...... عقیدے میں ہوتی ہے، جسم ہر انسان کا پاک ہے۔

تاریخ واقوام عالم کی اجمالی کیفیت اور ساتویں صدی تک کے وہ تمام بوجھ جو نوع انسانی کی پیٹھ پر ڈال دیئے گئے تھے اور ظہور اسلام کے بعد دنیا کا حال مختصراً آپ نے سن لیا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت تھے۔ نشان رحمت الٰہی اور سبب رحمت ایزدی تھے۔

آپ کو ساتویں صدی میں نوع انسانی کی حالت اور تہذیب و سلطنت کا حال معلوم ہے، کلیسائی احکام، پاپائی نظام، روما کی سعادت، ہندی احکام و قوانین، رسم و رواج، پابندی و جکڑ بندی دیکھ چکے، فیصلہ یہ ہوگا کہ نسل انسانی یکسر گرفتار بلا معذب تھی۔ عقل گرفتار، جسم گرفتار، غاصبانہ ذہنیت، غلامانہ عقیدت جسم میں ظالمانہ شرارت، روح میں بزدلانہ خباثت، بادشاہتوں اور مذہبی پھندوں نے طرح طرح کی عقوبتیں ڈال رکھی تھیں۔ بس بحالات ایں، تاریخ کا بے لاگ، اٹل، بے پناہ فیصلہ یہی ہوگا اور ہے کہ نوع انسانی عذاب و ذلت میں گرفتار تھی۔

غیرت خداوندی جوش میں آتی ہے۔ آیہ رحمت بن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوتا ہے۔ عیسائی و یہودی سب کو پیام رحمت ملتا ہے۔ انقلاب بپا ہوتا ہے۔ دنیا بدلتی ہے۔ کل جو سورج نسل انسانی پر ایک نئے ظلم کی خبر لاتا تھا، آج اس کی ہر شعاع دامن انسان کو امن و راحت، رافت و رحمت سے مالا مال کر رہی ہے۔ غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں، پیٹھ کا بوجھ گر جاتا ہے، ذہنی بندشیں اور فکری بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ نسل انسانی ہر قسم کے

ظلم وغضب سے نجات پاتی ہے اور ہر قسم کے جتھ بندی، نسلی غرور اور ذاتی وجاہت کی جکڑ بندیوں سے نجات پا کر بھائی بھائی بن جاتی ہے، مشرق ومغرب میں بجز اس نعرے کے کچھ نہیں سنا جاتا کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:۱۰۷)

پیغام میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ملت اسلامیہ اس وقت بدترین انحطاط وزوال کا شکار ہے۔ دشمنان دین عالم اسلام پر پھبتیاں کس رہے ہیں اور مسلمان من حیث القوم ہر جگہ تضحیک ورسوائی کا نشانہ بن رہے ہیں یہ گھمبیر صورت حال ہر صاحب فکر انسان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس امت خوابیدہ کی بیداری کا وقت کب آئے گا اور کب وہ گروہی لسانی علاقائی اور طبقاتی حد بندیوں سے ماوراء ہو کر اپنی از سر نو شیرازہ بندی کرے گی اور اختراق وانتشار کی بھول بھلیوں سے نکل کر آفاقی وحدت میں گم ہو جائے گی۔

میری وجدان کی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ گنبد خضریٰ کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فیض کا چراغ لے کر ظلمت شب میں بھٹکنے والی امت کو مینارہ نور کی طرف بلا رہے ہیں۔

زوال کا نظارہ بہت ہو چکا ہے آؤ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل کی دھڑکن بنالیں اور صدق دل سے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں کہ مولا میرا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا اور زندگی کا ہر لمحہ دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقا واستحکام کے لئے ہوگا۔ آیئے اپنے محدود مفادات اور حرص وہوس کے بتوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیں اور اپنے اندر سے نفرتوں اور کدورتوں کے اندھیرے دور کر کے دل کے شبستانوں میں محبت وعشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ فروزاں کریں اور شرق تا غرب وہ نعرہ مستانہ بلند کریں جس سے کفر وطاغوت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو جائے اور چشم فلک فاروقی رضی اللہ عنہ سطوت حیدری کا پھر سے نظارہ کرے۔

عشق سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے بھی لحد میں اجالا ہوگا
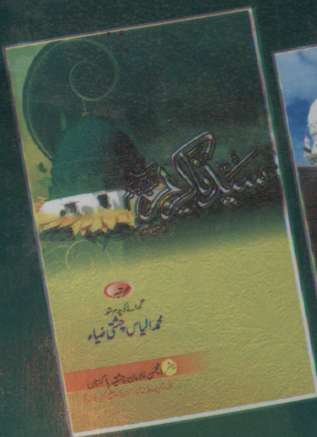
ملنے کا پتہ

انجمن غلامانِ چشتیہ پاکستان

محلہ رحیم پورہ (اللہ آباد) وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

0320-0302-6267748